مطبع ابوالعلائي

بسم الله الرحمن الرحيم نحمده ونصلي على رسوله الكريم

حصہ اول

۱۹۰۴ء

ترانۂ عشق

سنہ ۱۳۲۱ھ

اول مرتبہ ایکہزار

در مطبع ابوالعلائی آگرہ مطبوع گردید

ترانۂ عشاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل موحد

فکر عصیان کی نہیں کچھ ہے غم فردا کیسا　　ناز رحمت پہ تری ہے مجھے کیسا کیسا
سحر بالوں میں ہے دشمن کی بلا یا کیسا　　اُس پہ پریوں کو ہے شیشے میں اتارا کیسا
یاد کو تیری جگہ اب نہیں ملتی افسوس　　یاس و حسرت کا ہوا دل میں ٹھکانا کیسا
حور کا نام بھی رہتا نہیں آتا مرے　　پھر دم بازپسیں شکوہ بیجا کیسا
بیحجاب اب تو رقیبوں سے ملاقاتیں ہیں　　شرم ہی آنکھ سے جب اٹھ گئی پردا کیسا
سن لیے حور کے اوصاف جناب واعظ　　کیجیے انصاف سے اسکا ہے سراپا کیسا
مرنے وقت نہیں فرقت میں تیرا ہے خیال　　ہار گری موت کا سر پہ تقاضا کیسا

اُنپر الزام محبت نہ لگاتے کوئی — میری رسوائی کا لوگون نے ہی چرچا کیا
موت بھی آگئی بے وقت مین ٹلجاتی آہ — اُسکے وعدے پہ کیا دل زار بھروسا کیسا
دشمنت خود سری ہوا ہی تھا جنت مین — کیا کہون ہائے ہوا ہی مجھے وہم کا کیسا

چلتے پھرتے کہین موجد تو نہین جا نکلا
آج اس کوچے مین ہے حشر سا برپا کیسا

غزل قلق

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا — بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
وہ ظلم کرتے ہین پہر تو لوگ کہتے ہین — خدا بتون سے نہ ڈالے معاملہ دل کا
وہ رند ہون کہ مجھے ہتکڑی سی بیعت ہے — ملا ہے گیسوئے جانان سے سلسلہ دل کا
ٹھہر اے کوچۂ قاتل سے کوئی پوچھینگے — سنا ہو لٹ گیا رستے مین قافلہ دل کا
ہزار فصل گل آئی جنون جوش کہان — گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا
خدا ہی خیر کرے آج کل نگہ بے سبب ہے — ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا

خدا کے سامنے اپنا ہوا ہی قلق انصاف
بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا

غزل لطف

اے فلک پھل دیجیے کو خدا کے واسطے
دل تڑپتا ہے حبیب کبریا کیواسطے

لائے بندہ یہ کہاں سے حق تعالیٰ کی زبان
انتہا [illegible] تری وحدت و ثنا کیواسطے

باغ میں جا کر پڑھا جب روح احمد پہ درود
کھلگئے غنچے کے لب صل علی کیواسطے

ہوتی ہے مقبول درگاہ خدا میں بیشتر
اٹھ جب امت اپنا ہاتھ دعا کیواسطے

اٹھ گیا حضرت کا سایہ چرخ پر بنکر سما
کیوں نہ دن [illegible] مشتاق [illegible]

سن لیا ہے جب سے ہمکو رحمت للعالمین
کشتہ ہیں [illegible] فنا کیواسطے

اے خدا یو دو جہاں وہ ہے ترا ایمان کل
ایک [illegible] ہے جہاں [illegible] کیواسطے

گور [illegible] گرمی سے گھبرایا جو [illegible]
کھلگئی جنت کی کھڑکی بس ہوا کیواسطے

سیم احمد کے نکرنا راز کو افشا کہیں
بند کر اے لطف منہ اپنا خدا کیواسطے

غزل

کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہو رہکین ان کا
دو دنما باروں کے چھپنے میں ہے جوبن اونکا

یا الٰہی یہ تمنا ہے کہ روز محشر
لب پہ ہو نام ترا ہاتھ میں دامن اونکا

توڑ کر تختہ مرقد کو نکل آؤنگا
بیکسی نام نہ لینا مرے مدفن اون کا

ہائے اس عشق نے دونوں کو بنایا کافر
برہمن نام ہے میرا [illegible] برہمن اونکا

وصل میں کیا ہے مرے پاس جو بیٹھے [illegible]
دل اڑا اونکا جگر [illegible] مرے تن اون کا

وصل نے لوٹ لیا دونوں کو تنہا پاکر
آج میرا نہ گریبان ہے نہ دامن اون کا

غزل احسن

غضب کر رہی ہین ادائین تمہاری
ستم ڈھا رہی ہین جفائین تمہاری

ہین کیا غرض لین بلائین تمہاری
وہ لین جو اٹھائین جفائین تمہاری

چھری بن کے برق ہو اُنکے جگر پہ
نگاہین ہماری ادائین تمہاری

الٰہی ہمیشہ رقیبون کے سر ہون
بلائین ہماری جفائین تمہاری

قسم لیلو مجھسے میرے ہاتھ ٹوٹین
اگر لی ہون مین نے بلائین تمہاری

رہی تم ہو جو کر دغا کی تھی مجھسے
چلو دیکھہ لین بس وفائین تمہاری

وفادار نبلو تم آپ اپنے منھ سے
مجھے یاد ہین سب جفائین تمہاری

شب وصل احسن کو ڈھارس نبدہا جا
ہین تسکین دل یہ نگاہین تمہاری

غزل داغ

تڑپتے ہین اونہین غیرونکی چاہت ایسی ہوتی ہے
خدا کی شان ہے ایسون کی حالت ایسی ہوتی ہے

جب آنکھون سے لگاتا ہون تو چپکے چپکے ہنس ہنس کر
تری تصویر یہ کہتی ہے صورت ایسی ہوتی ہے

ابھی تو کھیل سمجھے ہو مگر ایک دن بتا دینگے
قیامت اسکو کہتے ہین قیامت ایسی ہوتی ہے

تمہاری شکل تیرے غم مین پہچانی نہین پڑتی
بگڑ جاتی ہے صورت بھی مصیبت ایسی ہوتی ہے

نہ نکلے عالم بالا تک ایسا چاند سا چہرا
انہین کافر بتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہے

ذرا سی بات پر اے داغ تم اونسے بگڑ بیٹھے
اسی کا نام ہے الفت ہو محبت ایسی ہوتی ہے

غزل داغ

آئی ہوئی عاشق کی طبیعت نہین جاتی
آتی ہے تو اکر یہ قیامت نہین جاتی

اللہ سے محشر مین گنہگار سے آگے
مجبور ہو ہین اسکی محبت نہین جاتی

جاتی ہے مریجان یہ مین کہہ نہین سکتا
جبتک اسے تم وعدہ اجازت نہین جاتی

ہر چند بلا ہے مگر اسمین بھی وفا ہے
گھر غیر کے میری شب فرقت نہین جاتی

اول تو انہین شرم رہی منہ سے نہ بولے
جب شرم گئی وصل کی حسرت نہین جاتی

اٹھ اٹھ کے وہ سو جاتے ہین ہر بار شب وصل
ہر چند بچھڑی آنکھ نہ کی عادت نہین جاتی

سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہین جاتا
دل جاتا ہو جیسے تیری الفت نہین جاتی

اے داغ برا مان نہ تو اسکے کہے کا

سنتو تونکی گالی سی تو عزت نہین جاتی

غزل قیصر

بہار آتی وہین غنچون کے خندان ہو کے جاتے ہین
چمن مین آتش افسردگی کے سامان ہو جاتے ہین

مریض غم ادہر ہر روز بیجان ہوتے جاتے ہین
تغافل پر ادہر وہ اپنے نازان ہوتے جاتی ہین

انہین گیسو کے سلجھانیکی دہن بڑہتی ہی جاتی ہے
وہ دو البتہ زلف پریشان ہوتے جاتے ہین

قیامت دہائینگے اک خلق پامال ستم ہوگی
یہ شوخی قد فتنہ ستم آفت جان ہوتے جاتی ہین

ہم شکوہ بگڑتے ہین بناتے ہین وہ گو باتین
مگر عدو وہ حلاقی سے پشیمان ہوتے جاتے ہین

نہین منظور جو اظہار اونکو اپنے جلوہ کا
دلون مین وہ اشکل راز پنہان ہوتے جاتے ہین

وہان گیسو بناتے ہین وہ خاطر جمع سے گہر مین
یہان ہم بدگمانی سے پریشان ہوتے جاتے ہین

کمال آفتاب حسن ہے جوش جوانی ہے
وہ دن دن غیرت خورشید تابان ہوتے جاتی ہین

تمہارے خانۂ دل کی طرح دنیا میں اے [illegible]
ہزاروں گھر یہیں آباد و ویران ہوتے جاتے ہیں

غزل نور

نہیں معلوم کیا بغض و حسد کا فیصلا ٹھہرے — میری تقصیر ثابت ہو کہ غیروں کی خطا ٹھہرے

جنوں تم ہو مزاج اپنا ابھی اصلاح پر آ لے — جو فصل گل میں دم بھر لطف جاتا [illegible] ہوا ٹھہرے

لیا بوسہ تو صحبت ہو گئی در پے جدائی سے — تمہارے خال عارض جو حسین [illegible] ٹھہرے

تڑپتا ہوں برنگ مرغ بسمل بستر غم پر — جو تم پہلو سے الگ بیٹھو تو درد دل ذرا ٹھہرے

بہلا کس طرح ہوئے کوچۂ گیسو کی دل راہیں — کہ خضر شوق بھی راہ عشق میں جب بے نوا ٹھہرے

نہ پوچھی بات مجھ سے کی نہ میرا حال کچھ پوچھا — جو وہ آئے تو کیا آئے جو وہ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

کیا کرتے ہیں سجدے کیوں نہیں ہم بت پرستوں کی — معاذاللہ قدرت پتھر کیا ٹھہرے خدا ٹھہرے

جو وہ جور و جفا کرتے ہیں [illegible] کہتے ہیں — جو [illegible] کسی سے حال اونکا تو کیا ٹھہرے

ہتھیلی صورت آئینہ ایسی ہو صفا اونکی — [illegible] رنگ حنا ٹھہرے

پیام وصل بھیجے اس پری پیکر کو بھیجا ہے — [illegible] معلوم کیا ٹھہرے

شروع عشق میں اے نور اک سودا کا عالم ہے
خدا جانے کہ اس آغاز کا انجام کیا ٹھہرے

غزل امیر مینائی

[illegible] — [illegible]

بھرا ہے جوانی مین جوبن کسیکا ترارے بھرے کیون نہ توسن کسیکا
کہا مین نے حاضر ہے دل تو وہ بولے کرا احسان لین میرے دشمن کسیکا
خرامان ہوئے وہ تو بولی نزاکت کہ مجھسے نہ سنبھلے گا دامن کسیکا
رقیبون سے وہ خوش رقیب اُنسے رنجہ برا ایکسے مین کیون ہون دشمن کسیکا
چمکتی نہین ابر سے برق باران لٹکتا ہے پردے سے دامن کسیکا
وہ چارہ ہو کہ خورشید محشر کسی سے دبے گا نہ جوبن کسیکا
نہین پہول دل مین وہ دلتنگ غنچہ جونی سے روٹھائی ہے جوبن کسیکا
ادہر بھی کرم اے نسیم بہاری ترستا ہے پہولونکو مدفن کسیکا
وہ کیا جانے ہوتی ہے کیسی جوانی ابہی کھیلتا ہے لڑکپن کسیکا
کچھ اس درد سے عشق مین کوئی رویا اثر چیخ اوٹھا سنکے شیون کسیکا
جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت وہ نازون کا پالا لڑکپن کسیکا

شباب آچکا اب کیسے دیکھتا ہے
امیر اٹھکے ہر بار جوبن کسیکا

غزل

وہ کہلا کے اک جھلک جو وہ روپوش ہو گئے کیا کیا خیال خواب فراموش ہو گئے
وہ ہم سے وعدہ کرکے فراموش ہو گئے امیدوار ہوس سے بیہوش ہو گئے
بیٹھے ہم اُنکے پاس تکلف اُٹھا دیا ہمدوش ہوتے ہوتے ہم آغوش ہو گئے

یاد آگئے عزیز جو پس مرگ دل کے — تربت کے گوشے حور کے آغوش ہو گئے
ماتم ہوا طفل شناسا کا یا دل کا سوگ ہے — کیون مردمان دیدہ سیہ پوش ہو گئے
آگاہ ہوئی جو انکی خبر غش نے آکے دی — قربان مجھے چھوڑ کے مرے ہوش ہو گئے

یاران رفتہ بات کا دیتے نہین جواب
کیا کہہ دیا قضا نے کہ خاموش ہو گئے

غزل دبیر

دفن کرنا مجھکو کوے یار مین — قبر بلبل کی بنے گلزار مین
بلبلین کرتی ہین نالے صبحدم — آگیا گلچین کوئی گلزار مین
سر مرا لٹکا کے قاتل نے کہا — پھل لگا ہے آج نخل دار مین
قبر مین روزن مری رکھنا ضرور — مر گیا ہون انتظار یار مین
گرمی خون کی مرے تاثیر دیکھ — پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
سر کے کٹ [illegible] — [illegible] تری تلوار مین

بعد مردن میرے لاشہ کو دبیر
جا کے رکھنا کوچۂ دلدار مین

غزل اسیر

آنکھیں بیکار ہین جب دیکھین نہ صورت تیری — دل وہ کیا دل ہے جو ہو جس مین محبت تیری
نخل ہستی سے نمودار ہو حسرت تیری — اصل [illegible] ہو تری [illegible] کثرت تیری

جلد اے روح سفر پیکر خاکی سے نہ کر
چند روزہ ہے ملاقات غنیمت تیری

کوئی پہونچا نہ ترے جلوہ گہہ ناز مین یار
راہ ڈھونڈھا کیے ہفتاد و دو ملت تیری

کیا عذاب شب فرقت سے چھڑایا ہمکو
مہربانی تری اے مرگ عنایت تیری

غنچہ دل کو مرے چاک نہ کر ڈرتا ہون
کہ پریشان نہو بوے محبت تیری

اسلیئے ہے پڑا اوس کی قرآنکھین جسکہ
کہ دکھاتا ہے یہ نیرنگی قدرت تیری

باغ مین بلبل و گل بزم مین پروانہ و شمع
کہیں بدلے ہوئے پھرتی ہے محبت تیری

شعلہ نار سقر سے جو ڈرے اہل نگاہ
ابر بن بنکے برسنے لگی رحمت تیری

سرکشی صورت آتش نکر اے پارہ خاک
ذرے ذرے کو ہے معلوم حقیقت تیری

بدل نرگس کے آگین گور پہ آنکھین ہر سال
راہ دیکھا کیے ہم تا بقیامت تیری

پاؤن کانٹون کے سنانون پہ ہین دیوانو نکلے
راہ کیا سخت ہے اے وادی وحشت تیری

دفن زر کے لیے کہدوائی ہے تو نے جو زمین
دیکھیو ہمکو اسی جا ہو تربت تیری

ہے چکا محکمہ ورنا روحنان کے ہوسکے بند
دیکھتے رہینگے ہم حشر مین صورت تیری

سیر بازار کو تو روز نکلتا ہے اسیر
آگئی کیا کسی یوسف پہ طبیعت تیری

غزل مخمس آتش

ہمارے سوز دروں سے ہی تن مین آگ لگی
زبان جلنے لگی اور دہن مین آگ لگی

کہین نہین ہے یہ لالہ چمن مین آگ لگی
مری تو جان و جگر اور تن مین آگ لگی

یہہ رو رو کہتے تہی بلبل وطن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

وہ مسّی کی لبون پر جمائی شیرین نے
حنا لگی تو یہہ آفت مچائی شیرین نے
گلوری پان کی ہنس ہنس کے کہائی شیرین نے
مگر یہہ سیر عجائب دکہائی شیرین نے

پہر اوس طرف کو دل کوہکن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

ہوا ہون تنگ تیری بیوفائی سے
جدا ہے سوز جگر میرا سب جدائی سے
مریض ہجر ہون صحت ہو کیا دوائی سے
جلی ہے لاش مری آتش جدائی سے

مارو کو پہونچ صنم اب کفن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

لبون کو دیکہ کے حیران ہیان ہر لولو
وہان یہ آگ سی شاید عیان ہے لولو
تمہاری چپ سے جہان بدگمان ہے لولو
یہ مسّی ہونٹون پہ ہے یا دہوان ہے لولو

یہ سرخی پان کی ہے یا دہن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

عجب ترنگ کی سے چلتے ہین چال ہولی مین
ہوا ہے دیکہ کے مست ہر گلال ہولی مین
ٹٹکو کرتے ہین وہ پائمال ہولی مین
گلال زلفون مین انکے پڑا تہا لال ہولی مین

تو لالہ بولا کہ مشک ختن مین آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جر گیو

عجب دکہائی ہے رنگ بہار غنچے مین
صفت نئی ہوئی پیدا انگار غنچے مین

عرق بنا ہے ورشا ہوا غنچے میں | ہوا جو شرح ترا چہرہ یار سے غنچے میں

تو بلبلوں نے بھی جانا چمن میں آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جبر گیو

اثر سے عشق نے اتنا دکھا دیا یارے | طلب جو بوسہ کیا میں نے اس سے ہو کے
لگیں کیا کہوں ہنس ہنس کے بالا اس نے | کہ سے طلب کو خود بخود چلے آتے

زبان تو شمع بھی اور دہن میں آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جبر گیو

صنم یہ میرا ہوا خاتمہ نزاکت کا | نہیں ہے گو ابھی سن شباب کو پہنچا
یہ راست راستے میں آتش ہوا لگو میں کیا | شفق کو دیکھ کے کہتے ہو نوجوان میرا

عجب تماشہ ہے چرخ کہن میں آگ لگی
اگیا لاگی سندر بن جبر گیو

غزل مخمس

ہم ابھی ہستی مٹا چکے ہیں کسی سے دل کو لگا چکے ہیں
سفر محبت کی پا چکے ہیں غضب کا صدمہ اوٹھا چکے ہیں
سبھی کی غیروں سے کیا محبت کہ بارہا آزما چکے ہیں
نہیں کرینگے نثار دل کو جو ہاتھ جاں سے اٹھا چکے ہیں
ہے دل میں باقی ابھی کدورت نہیں صفائی کی کوئی صورت
پس فنا بھی ہے مجھ سے نفرت نشان تربت مٹا چکے ہیں

فلک کو کب ہے یہ دست قدرت زمین کو کب ہے یہ تاب طاقت
ہمین اوٹھائینگے بار الفت جو ناز تیری اوٹھا چکے ہین
سمجھنے مانا یہ ہم نے مانا نہین ہے منظور اونکو آنا
ہے ایک یہ بھی فقط بہانہ کہ ہاتھ مہندی لگا چکے ہین

لباس پہنا ہے اوسنے گلگون یہ فکر مجھکو ہوئی ہے محزون
کرینگے شاید کسیکا وہ خون کمر مین خنجر لگا چکے ہین

غزل

کسی صورت تو دلکو شاد کرنا — ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائین دینگے چھٹکر قید زلف — جہان تک ہو سکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ — نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن — جو دل چاہے تو مجھپہ ارشاد کرنا
اوڑا دو خاک میری ٹھوکرون سے — اگر منظور ہے برباد کرنا
ادب سیکھے نہین ہون تو گرفتار — نیا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا تہا بیکسی کی گالیون مین — ابھی بھولے سبق کو یاد کرنا
بہت مشکل ہے ان سنگین دلون سے — خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اوٹھ چکے میرا تو تم بھی — اور رسم مبارکباد کرنا

نسیم خستہ تن نے جان دیدے

غضب لایا ترا پیدا ادا کرنا

غزل

کسی حسین کی محبت خدا کسیکو نہ دے
برا خیال بری ہمت خدا کسیکو نہ دے

جہان میں حسن کی دولت خدا کسیکو نہ دے
جو دے تو ظلم کی عادت خدا کسیکو نہ دے

جگر کو تاب نہ تسکین دل نہ جانکو قرار
ہماری سی شب فرقت خدا کسیکو نہ دے

کسی کے بس مین کسی کا ہو دل مضطر
کسی کی لے کے امانت خدا کسیکو نہ دے

جو موت آئے شب غم تو اس سے بہتر ہے
مگر یہ داغ محبت خدا کسیکو نہ دے

ہمارا جیسا ہی دل ایسا دے خدا اسکو
تمہاری سی یہ طبیعت خدا کسیکو نہ دے

کسی کا داغ جدائی کسی کے دل مین نہو
کسیکے وصل کی حسرت خدا کسیکو نہ دے

اوٹھا کے پردہ رخ کہتا ہے وہ آئینہ رو
ہمارے حسن سی حیرت خدا کسیکو نہ دے

جو ہجر دلپہ گذرتی ہے ہمین ہی واقف ہین
جو آج مجھپہ ہے آفت خدا کسیکو نہ دے

تجھی کو اے بت کافر خدا سے چاہتے ہین
مزا ہو روز قیامت خدا کسیکو نہ دے

ترا خیال ہی لیتا ہے چٹکیاں دل مین
یہ آرزو ہے شب فرقت خدا کسیکو نہ دے

یہ بیکسی یہ الم یہ جفائین یہ نالے
یہ رنج و غم یہ اذیت خدا کسیکو نہ دے

حیا و حسن وہ اخلاق و مروت دے
مگر یہ کبر یہ نخوت خدا کسی کو نہ دے

یہ شوخیان یہ ادائین یہ ناز یہ غمزے
یہ بانکپن یہ نزاکت خدا کسیکو نہ دے

ہمارے ذکر سے افضل کسیکا شاد ہو دل
ہمارے نام سے نفرت خدا کسیکو نہ دے

غزل داغ

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا
ترے دل پہ کاش ظالم مجھے اختیار ہوتا

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹا وعدہ کرتا
تمہیں منصفی سے کہہ دو تمہیں اعتبار ہوتا

یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمیں اعتبار ہوتا

یہ وہ درد دل نہیں ہے کہ ہو چارہ ساز کوئی
اگر ایک بار مٹتا تو ہزار بار ہوتا

غم عشق میں مزا تھا جو اسے سمجھ کے کھاتے
یہ وہ زہر ہے کہ آخر مے خوشگوار ہوتا

گئے ہوش تیرے زاہد جو وہ چشم مست دیکھی
مجھے کیا الٹ نہ دیتی جو نہ بادہ خوار ہوتا

تمہیں ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہے داغ کا دل

یہ رقم نہ ہاتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

غزل داغ

کہنے دیتی نہیں کچھ منہ سے محبت تیری
لب پہ رہ جاتی ہے آ آ کے شکایت تیری

اب ترا ایدل بیتاب خدا حافظ ہے
کر چکے ہم تو محبت میں حفاظت تیری

دیکھئے کرتی ہے رسوائی زمانہ کیا کیا
مجھکو یہ چاہ مری تجھکو یہ صورت تیری

سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہوں مگر دیکھہ کے صورت تیری

ہے رقیبون کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہے جاتی نہیں عادت تیری

کوچۂ یار میں بھی جی نہیں لگتا اے داغ
دیکھئے جائیگی کس روز یہ وحشت تیری

غزل مشتری

مے ہے گلزار ہے ساقی ہے گھٹا چھائی ہے
کہدو توبہ شکنون سے کہ بہار آئی ہے

جب میں کہتا ہوں کہ ای یار بہار آئی ہے
ہنسکے فرماتے ہیں کچھ خیر ہے سودائی ہے

کیا بلا عشق ہے جیتا ہوں تو بدنام ہوں میں
جان دیتا ہوں تو اس شوخ کی رسوائی ہے

چھپکے وہ رشک پری غیر کے گھر جاتا ہے
اڑتی اڑتی ہوئی ہمنے بھی خبر پائی ہے

کیا جنون خیز ہے اسکے گل عارض کی بہار
کہ جسے دیکھئے خود رفتہ ہے سودائی ہے

لب جان بخش کا بوسہ جو کیا ہمنے طلب
کہا اس شوخ نے کیا تیری قضا آئی ہے

دلکو پہلو مین جگہہ اسلیئے دی ہے ہمنے — کہ یہ فرقت مین انیس شب تنہائی ہے

لی خبر آنہو مریض شب غم کی نہ کبہی — بس انہین باتون پہ دعوای مسیحائی ہے

شب فرقت کی جو ای شتری جاگی تہی ہم — کیا تہ خنجر قاتل ہمین نیند آئی ہے

غزل صادق

پہر کسطرح سے راز محبت عیان نہو — کہنے ہی مین جب اپنا دل اپنی زبان نہو

کس کام کی زبان صفت شمع ای فراق — جب اپنے دلکا درد بہی جس سے بیان نہو

بوسے وہ ہاتہ رکہکے مری دلپہ وقت نزع — جسکے تئے فشار یہان ہو وہان نہو

اک میرا دل اوٹہائیگا کسطرح دو کی ظلم — دشمن ہے جسکے ہو حضور تو پہر آسمان نہو

کیا فائدہ جو کہے برا مرستون کو آپ — کیون اونکا نام لیجئے جنکا نشان نہو

بخشش کریم حشر مین جانو تو سہل ہے — ڈرتا ہون پر یہ ہی بت نامہربان نہو

سے جلنے کا طرز سیکہ لے ہم دل جلونسی شمع — جلجائین ہڈیان بہی تمام اور دہوان نہو

مین نے سوال وصل کیا ہو رہیہ دہیان — سب کچہہ زبان سے نکلے خبردار ہان نہو

اخفائے عشق میر بطرح کون کرسکے
صادق کا راز اور جگر پر عیان نہو

غزل وداع

عذر آنے مین بہی پاس بلاتے ہی نہین — باعث ترک ملاقات بتاتے بہی نہین

مجھ سے لاغر تری آنکھوں میں کھٹکتے تو رہے
خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
ہو چکا قطع تعلق تو جفائیں کیوں ہیں
دیکھتے ہی مجھے محفل میں یہ ارشاد ہوا
منتظر ہیں دم رخصت کہ یہ مر جائے تو جائیں

تجھ سے نازک مری آنکھوں میں سمائے بھی نہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
حسب مطلب نہیں رہتا ہے ستاتے بھی نہیں
کون بیٹھا ہے اسے لوگ اٹھاتے بھی نہیں
پھر یہ احسان کہ ہم چھوڑ کے جاتے بھی نہیں

کمسنی کا یہ تقاضا کہ جنازے پہ مرے
پاس آتے بھی نہیں ہاتھ لگاتے بھی نہیں

غزل داغ

جو دل قابو میں ہو تو کوئی رسوائے جہاں کیوں ہو
خلش کیوں ہو تپش کیوں ہو قلق کیوں ہو فغاں کیوں ہو
مزا آتا ہے نہیں تھم تھم کے ہمکو رنج و راحت ہو
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہاں کیوں ہو
یہ مصرع لکھ دیا ظالم نے میرے لوح مرقد پر
جو ہو قسمت کی بیتابی تو یوں خواب گراں کیوں ہو
غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھ سے مہرباں کیوں ہو
بہت تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہیں

جگر ہو تو فغاں کیوں ہو دہن ہو تو زباں کیوں ہو

نہ پوچھا انتظار ہے کیا خبر قاتل کی آئینگی
بتاؤ تو سہی تم داغ ایسے شاداں کیوں ہو

غزل داغ

ملتے ہی بیباک تھی وہ آنکھ شرمائی ہوئی
بچھ گئی چھپ کر پلکوں تک چھپا آئی ہوئی

ہر ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

سمجھا کو یہ دعوا کوئی ہو ... دلین ...
آنکہ پہ الزام اچھی نیند تنہائی ہوئی

تو کی کر ... ہیں پیار ... گیا ...
وہ نظر حیرت زدہ وہ بات گھبرائی ہوئی

پیار کر تو یاست پہ قیامت کا جو ...
کیا اٹھے گی وہ ہماری ٹھوکریں کھائی ہوئی

توبہ کر زاہد کروں تو مجھ پہ ایسے وقت میں
یہ بہار آئی ہوئی ایسی گھٹا چھائی ہوئی

بھول صورت پر تری تصویر کا دہ ...
لب پہ ظالم ہر تبسم دل میں اترائی ہوئی

دیکھ کر قاتل کی آمد داغ دلمیں شاد شاد
اور غمخواروں کی منہ پر مردنی چھائی ہوئی

غزل ظہری تما

اسے ترک سوار نوح عرب تیر ... ہو پہنچا دنیا

کس رنگ مین ہے وہ حبیب مرا مجھے واکی کھبر یا لا دینا
آئے کس سے یئے کیا کر چلے سب قول و قرار کو بھول گئے

جب دونون ہاتھ خالی چلے سولا میری بات بنا دیا
رات اندہیری موج کھٹن - دریا مین بھنور لہراوتا ہے
تم کہوت پی ہو یا محمد ؐ نیا موری پار لگا دینا
تیرے ہجر مین صبح سی شام تلک نہین لگتی پلک سے پلک
تجھے اے باد صبا گلشن کی قسم مجھے اوس گل کی خبر یا لا دینا

موج کی ندیا چہار ہی مین سونا پڑا اخمانہ مین
مجھ وقت پہ آکے جگا دینا میری درد جگر کو دوا دینا

غزل خنجر

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
وہ قسم ہون کہ یار کھا نہ سکا

اسقدر ضعف تہا کہ تیر ناز
نہی تمنا مگر اوٹھا نہ سکا

نخل دیکھا تو میری تربت پر
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا

نہ ملا کوئی وقت تنہائی
حال دل یار کو سنا نہ سکا

دیکھکر بدگمانیان اونکی
نامہ جنظ مرا سنا نہ سکا

ارز دست رہ گیا مجنون
میرے آگے فروغ پا نہ سکا

کیا ندامت ہوتی ہے لبوا ایجان
ناز خنجر گلو اوٹھا نہ سکا

غزل مشتری

ترے سر سے سودا ہوا چاہتا ہے
صنم مجھکو گر کیا خدا چاہتا ہے

کوئی دم مین بجلی گری گی چمن پر
وہ گل کہا ہلا کر ہنسا چاہتا ہے

جو منظور ہو ساتہہ چلنا تو آؤ
مسافر سرا سے اوٹہا چاہتا ہے

شفا مجھکو ہووے گر آدین مسیحا
یہ بیمار آخر ہوا چاہتا ہے

لگا ہے یہ بازار اب عاشقونکا
دل مشتری اب بکا چاہتا ہے

غزل زہرہ

ہے سخن عجز سنایا نہین جاتا
ہے کبھی روٹھے کو منایا نہین جاتا

صد شکر طفلی سے جوانی کا بس آنا
اب ہے ترا ناز اٹہایا نہین جاتا

ہوتا نہین کچھہ کام ہمارا اس پردہ نشین سے
آیا نہین جاتا تو بلایا نہین جاتا

ہم معرکۂ عشق مین شیرانہ کٹرے ہین
میدان سے اب پانون ہٹایا نہین جاتا

دیوانہ ہوا جو کوئی مری حسن پری پر
اس جنس سے دل اپنا لگایا نہین جاتا

کچھہ آج عجب حال ہے سینہ مین جگر کا
سامان اب اچھا نہین پایا نہین جاتا

کیا اور قیامت مین زبان اپنی مین کہونگا
بگڑی ہوئی باتون کو بنایا نہین جاتا

مین بندہ ناچیز وہ ہین حسن کی سلطان
زہرہ وہ نہین گھر اپنے بلایا نہین جاتا

غزل

اے دل کہیں نہ جا تو زنہار دیکھنا
اپنے ہی بیچ یار کا دیدار دیکھنا

نرگسوں سے یار کے حیران نہو جیو
ہر رنگ میں اسیکی نمودار دیکھنا

اے دل تمام عشق میں اکھیلیو سنبھل
بازی نہ سمجھیو میری کہیں ہار دیکھنا

گر نقد جان طلب کرے وہ شوخ دلربا
انکار واں نہ کیجیو زنہار دیکھنا

ہرگز دوا نہ کیجیو اس غم کی اے نیاز
سب راحتوں نے اسکو نمودار دیکھنا

غزل سوم

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے کیا کی

نہ کچھ پیری چلی باد صبا کی
بگڑنے میں بھی زلف اسکی بنا کی

وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

وہ سوتے تیجا بازرہے ساتھ
نگاہ شوق کام اپنا کیا کی

ابھی اس راہ سے گذرا ہے کوئی
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

کہا اوس بت سے کہتا ہے مومن
کہا میں کیا کروں مرضی الٰہی

غزل وحید

سنبھالو تیغ ادا کو ذرا سنو تو سہی
کسی کی آنکھ گئی ہو قضا سنو تو سہی

نہ پائمال کرو دل کے ہاتھ مین مہندی
کسی کا خون کرے گی حنا سنو تو سہی

غضب ہے ہو کے کھلے بند دیکھنا محرم
وہ اگلی کیا ہوئی شرم و حیا سنو تو سہی

بتیں ساتھ بوسہ ہوا تو کچھ نہ کہا
ہمین سے ہو گئے کیون خفا سنو تو سہی

ابھی تمہین کہان تمکو دلبری آتی مین
کسی سے قصہ ناز و ادا سنو تو سہی

لڑائی ہو چکی بس دور ہی کرو قصہ
ملو وحید سے پھر خدا سنو تو سہی

غزل

ہمین او نسے او نہین غیرون سے الفت ہونیوالی ہے
ہمارے او نکے دل کی ایک حالت ہونیوالی ہے

مثال صبح کچھ فق تو ہے شام وصل کا چہرہ
یہ آمد ہی سے ظاہر ہے کہ رخصت ہونیوالی ہے

اٹھو رندو چلین جلدی پیمانے مین سب ملکر
سنا ہے شیخ جی کی آج دعوت ہونیوالی ہے

ادہر نیوالی سب چیزین ادھر آئینگی الظالم
جوانی آنیوالی ہے قیامت ہونیوالی ہے

وہ میرے دیدہ دل دیکھکر کہتے ہین محشر مین

اونہین جہوٹے گواہونکی شہادت ہونیوالی ہے

غزل داغ

دوستی کا ہو زمانے مین بھروسا کس پر
تو مجھے چھوڑ چلا اے دل شیدا کس پر

یون تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہین
دیکھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانا کس پر

امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دون لیکن
یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑے گا کس پر

اوسکی تصویر جو یوسف کے مقابل رکھدون
دیکھئے گرتے ہین پھر اہل تماشا کس پر

سامنے غیر کے تم فتنہ مجھے کہتے ہو
چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر

کوئی گل باغ مین اوس غیرت گل سا تو نہین
آنکھہ پڑتی ہے تری نرگس شہلا کس پر

داغ جاتے تو ہین مقتل مین پر اول سب سے
دیکھئے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

غزل

لگایا مین نے جو تم سے دل کو تمہارے دل پر نہان ہوگا
اٹھائے صدمے ہین جتنے مین نے جہان مین کس پر عیان ہوگا

ہے خوف مجھکو اسیلئے گھر کا کہ ہوگا وانپر گذارہ کیونکر
عدو کو میری جو لطف یزدان ندیم و ہمدم وہان نہوگا

لگایا گل سے جو دل کو تو نے سمجھ لے ویسین تو اپنے بلبل

ہمیں نا چند روزہ بہار کے دن یہ گل تو روز خزاں نہ ہوگا
بہت کتابیں پڑھی ہیں تم نے یہ مانا ہم نے اے شیخ صاحب
چھپاؤ ہم سے نہ حال دل کو نہاں یہ عشق بتاں نہ ہوگا
ہے کون سر دار جسکو دہشت شفیع ہونگے رسول داور
جو زلزلے سے بروز محشر زمیں نہ ہوگی زماں نہ ہوگا

غزل تاباں

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیے
کس طرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہیے
کیا قیامت ہے میرا قتل ہو سپاہی کے ہاتھ
اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیے
جسنے اوسکا زخم کھایا ہو وہ معلوم ہے
تیغ ابرو کی صفت گھائل سے پوچھا چاہیے
یار کے ملنے کی اب کوئی طرح بنتی نہیں
طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیے

آہ نالوں کی حقیقت دیکھتا ہوں جو میں
کیا گذرتی ہو گی تاباں دل سے پوچھا چاہیے

غزل بسمل

نہیں نہیں زخم ہزار ہا وہ ہے کون جسکے جان نہیں
مرے درد کو تو نہ پوچھئے کہوں کیا کہاں ہو کہاں نہیں

کرو حسد قتیے غیرون کو سر سے اپنے
بڑے لینے والے بلائین تمہاری

ہمین سب سے تمہارے ہین بے آب و دانہ
قسم بھی جو کہا مین تو کہا مین تمہاری

شب ہجر آنے مین کرتے ہین نخرے
تو صنا نے بھی سکین ادائین تمہاری

سنا وصل کا ذکر جب دم تو بولے
نہ مقبول ہون گی دعائین تمہاری

غزل دیگر

جان بلب ہون مین دل لگانے سے
کہو دیا عشق نے زمانے سے

بے اجازت چھوا تھا گیسوئے یار
ہاتھ کٹوائے اوسنے شانے سے

نہین خالی دغا سے کوئی حسین
کیا دغا اوٹھ گئی زمانے سے

جان جاتی ہے دم نکلتا ہے
اٹھو آؤ کسی بہانے سے

زلف جانان کو چھیڑتا ہون وحید
شوق ہے جی کو مار کہانے سے

غزل دیگر

رہ گئی آدھی اگر زلف کی منزل باقی
دوپہر رات ابھی اور ہے اے دل باقی

جو جو کرنا ہے ستم تجکو وہ کرلے چھپ چھپ
کوئی ارمان ترا رہجائے نہ قاتل باقی

وحشت عشق مین کی بادیہ گردی ایسی
رہی گھس گھس کے نہ پاؤن مین سلاسل باقی

ایسا نابود کیا ناموزون کو تو نے
کہ نہ قبرونکی بہی ابجز رخ رہی گل باقی

بات رہجائے ندا کو جو دیکہا دو صورت
حسن رہتا نہین اسے جو ر شمائل باقی

غزل ضامن

اے شمع رو ہے اپنا سینہ کباب تجہہ بن
اور بحر زندگی ہے مثل حباب تجہہ بن

آہ و فغان ہے حیرت ہا بیٹھے مین غم کے مارے
سب بند ہو گئے ہین فرحت کی باب تجہہ بن

شعلہ بنا دیا ہے اور آتش محبت
چون برق جا بجا ہین لب لباب تجہہ بن

آنکھون مین دم ہے ٹہیرا آہین کے فرسیجا
ورنہ نکل ہی جائیگا یہ دم شتاب تجہہ بن

حاصل ہوا نہ ضامن جز یاس اور حسرت
برباد کر دیا ہے اپنا شباب تجہہ بن

غزل داغ

ادہر کہینچا ہاے خنجر کسیکا
ادہر بیٹھنا سر جہکا کر کسی کا

مجہے نیند فرقت مین آتی نہین ہے
تصور جو رہتا ہے شب بہر کسی کا

مرے خانہ دل کو لوٹا بتون نے
نہ اس طرح تاراج ہو گہر کسی کا

ذرا چلمن تک آئیں گھر میں کیا وہ منہکو چھپائے بیٹھے ہیں
ہزاروں سر بکف مشتاق اک چلمن کو گھیرے بیٹھے ہیں

اٹھیں وہ مجمع اغیار میں کیا نیچے بیٹھے ہیں
وہاں دشمن ہی سب ہاتھ ہوئے جو بنکے بیٹھے ہیں

مگر خاکمین ہی ہاے شرم انکی نہیں جاتی
نگہ نیچے کیے وہ سامنے مدفن کے بیٹھے ہیں

نمود حسن دونی ہو گئی ہے خود نمائی سے
ادھر آیا ہے جوبن اور حیا تنکے بیٹھے ہیں

اڑا لیجاتی ہیں عاشق کے دلکو سینہ زوری سے
غضب کے دو اچکے بس میں جوبن کے بیٹھے ہیں

علاقہ سیری دشمن کا نہیں جاتا نہیں جاتا
نہیں دشمن ہی تو اب سوگ میں دشمن کے بیٹھے ہیں

رہینگے وصل میں کیا کیا نیاز و ناز کے جھگڑے
کبھی ہم روٹھکر اٹھے کبھی وہ تنکے بیٹھے ہیں

وہ کہتے ہیں ادھر عاشق ادھر عاشق کدھر جاؤں
دو طرف کھینچنے والے مرے دامن کے بیٹھے ہیں

یہ کہتے آئینہ خانے سے اٹھ بھاگے وہ گھبرا کر
یہاں سب لوٹنے والے مرے جوبن کے بیٹھے ہیں

ترے وحشت میں جو آیا آفتاب حشر بھی سر پر
تو ہم سمجھے کہ سائے میں ترے دولت کے بیٹھے ہیں

امیر آتی ہے مجھکو شرم اس محفل میں کیا کہکے پہنچتے
کہ میں ناقص ہوں اور کامل یہاں فن کے بیٹھے ہیں

تمت

(شیخ محمد عبد الغفور سوداگر اکبرآبادی نوشت)